Al-Mīthāq *(Research Journal of Islamic Theology)*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 03, **Issue** 02, July-September 2024, **PP**: 158-172
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

"لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح" پر تقی الدین الندوی کی تحقیق وتعلیق کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Taqī al-Dīn al-Nadwī's Research on "Lam'āt-al-Tanqīḥ fī Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ"

1. Mehtab Anwer hafizmahtab209@gmail.com	*Ph. D Scholar, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur.*
2. Dr. Sheraz Ahmad sheraz.ahmad@iub.edu.pk	*Lecturer, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Rahim Yar Khan Campus.*

How to Cite:	Mehtab Anwer and Dr. Sheraz Ahmad. 2024: "An Analytical Study of Taqī al-Dīn al-Nadwī's Research on "Lam'āt-al-Tanqīḥ fī Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 3 (02): 158-172.		
Article History:	**Received**: 15-08-2024	**Accepted**: 10-09-2024	**Published**: 26-09-2024
Copyright:	**©The Authors**		
Licensing:	This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License		
Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest		

Abstract & Indexing

DRJI
ADVANCED SCIENCES INDEX
ADVANCED SCIENCE INDEX
CiteFactor Academic Scientific Journals
ASIAN Research Index
SCI
Google Scholar
تحقیقات تحقیقاتی اشاریہ
ADL ASIAN DIGITAL LIBRARY
EuroPub
اردو جرائد اشاریہ

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

"لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح" پر تقی الدین الندوی کی تحقیق و تعلیق کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Taqī al-Dīn al-Nadwī's Research on "Lam'āt-al-Tanqīḥ fī Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ"

1. **Mehtab Anwer**
Ph. D Scholar, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur.
hafizmahtab209@gmail.com

2. **Dr. Sheraz Ahmad**
Lecturer, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Rahim Yar Khan Campus.
sheraz.ahmad@iub.edu.pk

Abstract

Dr. Taqī al-Dīn al-Nadwī, a prominent scholar and researcher from 'Azamgarh, India, has established himself as an authority in the field of Islamic sciences, particularly in the discipline of Ḥadīth. His academic contributions include numerous books and research papers focused on the critical study of Ḥadīth. Among his significant projects is the research and commentary on *Lam'āt-al-Tanqīḥ fī Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, authored by the renowned scholar Sheikh 'Abdul Ḥaq Muhaddith Dehlvī. This classical work, central to Ḥadīth studies, had existed only in fragmented and error-prone manuscripts in various libraries before Dr. Nadwī's intervention. Through a detailed and scholarly approach, Dr. Nadwī analyzed, collated, and restored the text, addressing many inaccuracies and missing portions. His version of *Lam'āt-al-Tanqīḥ* was first published in 2014 in a ten-volume set by Dār al-Nawādir, Beirut, which represents a monumental achievement in Ḥadīth scholarship. Dr. Nadwī's research methodology is centered around ten primary principles, through which he systematically evaluated and corrected the text. However, his work extends beyond these principles, offering additional insights and clarifications that enhance the original text's readability and academic rigor. This paper aims to analyze Dr. Nadwī's research contributions to the preservation and enhancement of *Lam'āt-al-Tanqīḥ* and to underscore the significance of his commentary in modern Ḥadīth studies. The impact of this work is not only limited to textual accuracy but also to the broader understanding of classical Ḥadīth literature. Dr. Nadwī's efforts have restored a key scholarly resource, making it accessible to contemporary scholars and students, and solidifying its place in the study of Islamic heritage.

Keywords: *Taqī al-Dīn, Lam'āt-al-Tanqīḥ, Ḥadīth, commentary, Islamic sciences.*

تعارف

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" پہلی بار ڈاکٹر تقی الدین ندوی کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ شائع ہوئی۔ اس سے پہلے یہ شرح مخطوطات کی شکل میں مختلف مقامات پر موجود تو تھی لیکن کسی کی تحقیق کے ساتھ اس کی باقاعدہ اشاعت نہیں ہوئی تھی۔ عالم اسلام کی اس شرح سے شناسائی کا سہرا شیخ تقی الدین ندوی کے سر جاتا ہے

جنہوں نے مختلف مقامات سے اس شرح کے مخطوطات کو اکٹھا کر کے ان پر تحقیق کی اور عالم اسلام کو اس سے مستفید کیا۔ زیرِ نظر مقالہ شیخ تقی الدین ندوی کی مختصر سوانح، ان کی تصانیف اور لمعات التنقیح پر ان کی تحقیق و تعلیق کا تعارف و تجزیہ پر مشتمل ہے۔

شیخ تقی الدین ندوی: مختصر سوانح

شیخ تقی الدین ندوی 24 دسمبر 1934ء کو چاند پٹی، اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ ڈاکٹر فرید الدین ندوی نے آپ کی تاریخ ولادت 12 ذیقعدہ 1352ھ بمطابق 24 فروری 1935ء لکھی ہے۔[1] آپ کی پیدائش کے ایک ماہ بعد آپ کے والد گرامی کالرہ کے مرض میں وصال فرما گئے۔ والد کے وصال کے بعد آپ کی پرورش کی ذمہ داری آپ کے دادا اور ماموں صاحبان نے اٹھائی، آپ کے ماموں صاحبِ حیثیت اور پیشہ کے اعتبار سے تاجر و کاشتکار تھے۔ جب آپ کی عمر بارہ برس ہوئی تو اقرباء کے اصرار پر آپ کی والدہ کا نکاح آپ کے چچا عبد الرشید سے ہوا جن کے پہلی بیوی سے دو لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔ چھ سال کی عمر میں آپ نے عائشہ نامی خاتون سے قرآن پڑھنا شروع کیا اور سات سال کی عمر میں چاند پٹی کے پرائمری سکول میں داخل ہوئے۔[2]

درس و تدریس

مئی 1947ء میں پرائمری درجہ چار کے امتحان کے بعد آپ کے دادا اور چھوٹے ماموں عبد الکریم نے "مدرسۃ الاصلاح" میں داخل کروادیا۔ 10 محرم الحرام 1371ھ کو آپ نے "مدرسۃ الاصلاح" کو خیر باد کہہ کر "ندوۃ العلماء" میں داخلہ کے لیے لکھنؤ کی طرف رختِ سفر باندھا۔ آپ "ندوۃ العلماء" گئے لیکن تاخیر سے پہنچنے کی وجہ سے وظیفہ پر داخلہ نہ مل سکا تو آپ نے "مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور" کا رخ کیا۔ جنوری 1952ء کو صوفی انعام اللہ کی سفارش اور داخلے کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ کو مدرسہ مظاہر علوم میں داخل کر لیا گیا۔

1955ء میں آپ نے صوبہ برار قصبہ مانا کی ایک عربی درس گاہ میں اسکولوں کے کچھ طلباء کو ابتدائی عربی تعلیم دینے سے سلسلہ تدریس کا آغاز کیا۔ اس کے بعد مولانا علی میاں ندوی، مولانا منظور نعمان اور مولانا عمران خان کے ایماء پر آپ نے "ندوۃ العلماء" میں تدریس کا قصد کیا۔ 20 مئی 1957ء کو "ندوۃ العلماء" میں باقاعدہ تدریس کا آغاز کیا۔ "ندوۃ العلماء" میں یہ سلسلہ تدریس فروری 1967ء تک جاری رہا۔ وہاں آپ نے تدریس کے ساتھ ساتھ تبلیغی، اصلاحی اور تالیفی و تصنیفی خدمات کا آغاز کیا۔ 19 جون 1957ء کو آپ نے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی کے ہاتھ پر بیعت کی اس کے بعد سے حضرت شیخ الحدیث سے ملاقات اور خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ شیخ تقی الدین ندوی کی کتاب "داستان میری" در حقیقت حضرت شیخ الحدیث کے انہی کے خطوط کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی کے علاوہ محمد احمد پرتاب گڑھی اور مولانا علی میاں ندوی وغیر ہم کے خطوط بھی منقول ہیں۔ جولائی 1967ء کو آپ شیخ و مرشد کے اشارہ پر دعوت و تبلیغ کے لیے ترکیسر ضلع سورت میں تشریف لے گئے۔ اس کے بعد گجرات، قاہرہ، ممبئی، مکہ مکرمہ اور امارات وغیرہ کی طرف اسفار اور ان اسفار کے دوران مختلف علمی و روحانی شخصیات سے استفادہ اور تصنیف و تو الیف کا سلسلہ جاری رہا۔

دکتوراۃ (پی۔ایچ۔ڈی) کے لیے آپ نے جامعۃ الازہر کا انتخاب کیا۔ دکتوراۃ میں آپ کے مقالہ کا عنوان "كتاب الزهد الكبير للامام بيهقى تحقيقه و التعليق عليه" تھا۔ 23 جولائی 1976ء کو آپ کے پی ایچ ڈی کا مناقشہ ہوا جس کے بعد آپ کو بالاجماع دکتوراۃ کی ڈگری جاری کی گئی۔ دکتوراۃ کی تکمیل کے بعد آپ کی مدینہ یونیورسٹی کی "كلية الادب" میں بطور مدرس تقرری ہو چکی تھی لیکن آپ وہاں نہ گئے البتہ "العین یونیورسٹی" میں یکم ستمبر 1977ء سے آپ نے تدریس کا آغاز کیا اور تین سال تک ہفتہ میں

دو دن تدریس کے لیے یونیورسٹی جاتے رہے۔ اس کے بعد آپ نے "دار العلوم دیوبند" میں بھی بطور مدرس خدمات انجام دیں۔

شیوخ و اساتذہ

شیخ تقی الدین ندوی کے تعلیمی اسفار سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے کس قدر کثیر علماء و مشائخ سے اکتسابِ فیض کیا ہو گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شیخ تقی الدین ندوی کو جو عقیدت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی سے تھی وہ کسی اور سے نہیں ہو سکتی لیکن آپ کی شخصی تعمیر میں حضرت شیخ الحدیث کے علاوہ بھی کچھ شخصیات کے نمایاں نام ملتے ہیں جنھوں نے شیخ تقی الدین کی شخصیت کو مزید نکھار بخشا وہ شخصیات الشیخ العالم الربانی محمد احمد پرتاب گڑھی، العلامہ السید ابو الحسن ندوی اور مولانا علی میاں ندوی ہیں۔ ان شخصیات کے علاوہ بھی آپ نے بہت سے مشائخ سے استفادہ کیا ہے۔ آپ کے چند ایک شیوخ گرامی کے اسماء درج ذیل ہیں:

- الشیخ العلامہ المحدث الشاہ حلیم عطا السیلونی۔
- الشیخ العالم محمد اسحاق السندیلوی۔
- الشیخ منظور احمد خان سہانپوری۔
- الشیخ امیر احمد کاندھلوی۔
- الشیخ المفسر محمد اویس نگرامی۔
- الشیخ ابو العرفان خان الندوی۔
- الامام المحدث الشیخ محمد زکریا الکاندھلوی۔
- الشیخ اسعد اللہ رامپوری۔
- الشیخ مولانا اکبر علی۔
- الشیخ المفتی مولانا محمد سعید الندوی۔
- الشیخ مولانا محمد اسباط الفقیہ۔

ان شیوخ میں سے چند ایک وہ ہیں جنھوں نے آپ کو اجازتِ حدیث بھی عطا فرمائی ہیں۔ ڈاکٹر فرید الدین ندوی نے آپ کی چار اسناد کا ذکر فرمایا ہے جن کا اجمالی تعارف درج ذیل ہیں:

- سند اول: الامام المحدث محمد زکریا الکاندھلوی۔
- سند ثانی: العلامہ المحدث الشاہ حلیم عطا السیلونی۔
- سند ثالث: العلامہ المحدث الشیخ محمد یوسف بنوری۔
- سند رابع: العالم الربانی الشیخ محمد احمد پرتاب گڑھی۔[3]

ان چاروں شیوخ سے حاصل ہونے والا سلسلۂ اسناد حضرت شاہ محدث عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔

تقی الدین ندوی علماء کی نظر میں

شیخ تقی الدین ندوی اپنی علمی خدمات کی وجہ سے عوام و خواص میں مقبول و محبوب شخصیت ہیں۔ علامہ ابو الحسن ندوی فرماتے ہیں:

وواسع النظر في المراجع القديمة والحديثة في اللغة العربية أو الأردية۔[4]

تقی الدین ندوی حقیقت میں صاحب درک، اردو اور عربی لغت کے قدیم و جدید مراجع میں وسیع نظر رکھنے والے شخص ہیں۔

الاستاذ عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی فرماتے ہیں:

وهو ابن بَجْدَتِها وأبو عُذْرَتها۔[5]

تقی الدین ندوی حقیقت شناس، بہت سی انوکھی چیزوں کو ایجاد کرنے والے اور اپنے نفس سے نئے افکار کا استنباط کرنے والے ہیں۔

شیخ احمد بن عبد العزیز آل مبارک فرماتے ہیں:

الباحث المحقق الحريص على نشرالسنة المطهرةوالدفاع عنها، وقد عرفناه دقيقاً في تحقيقه، واسع الاطلاع على مصادر السنة و مراجعها المطبوع منها و المخطوط،وخاصة تلك التي ألفها إخوانناعلماء الهند و باكستان باللغة العربية۔[6]

شیخ تقی الدین ندوی باحث، محقق، سنتِ مطہرہ کی نشر و اشاعت اور اس کے دفاع پر حریص ہیں۔ ہم نے انہیں تحقیق میں کامل، سنتِ نبویہ کے مطبوعہ و غیر مطبوعہ مصادر و مراجع پر خوب مطلع پایا خاص طور پر ان مصادر پر جن کو ہمارے بھائی ہند و پاک کے علماء نے عربی لغت میں تالیف فرمایا ہے۔

تصنیفات و تالیفات

آپ صاحبِ تصانیفِ کثیرہ مشہور شخصیت ہیں۔ 1963ء سے آپ نے تصنیفی کام کا آغاز کیا۔ آپ کی پہلی تصنیف "امام ابو داؤد اور ان کی سنن" کے عنوان سے اردو میں لکھا گیا ایک مقالہ ہے جو کہ مجلہ "برہان" میں شائع ہوا۔ اس کے بعد مقالات کا سلسلہ جاری ہوا اور "برہان"، "معارف" اور "الفرقان" وغیرہ میں آپ کے مقالات شائع ہونے لگے۔ انہی مقالات کا مجموعہ "محدثین عظام اور ان کے علمی کارنامے" کے نام سے کتاب کی صورت میں شائع ہوا۔ آپ کی چند ایک تصانیف کے اسماء درج ذیل ہیں:

- محدثین عظام اور ان کے علمی کارنامے
- فنِ اسماء الرجال
- صحبتِ با اولیاء
- الدفاع عن ما اورده ابن الجوزی علی الصحاح
- الامام ابوداؤد المحدث الفقيه
- الامام البخاری سید الحفاظ و المحدثین
- الامام مالک و مکانته کتابه الموطا
- موطا الامام مالک مع التعليق الممجد
- اوجز المسالک الی موطا مالک
- بذل المجہود کی جدید طباعت
- کتاب الزهد الکبیر للامام احمد بن حسن البیهقی

- الجامع الصحیح للامام بخاری مع حاشیه السہارنفوری
- الجامع الصحیح للامام بخاری مع حاشیه السہارنفوری مع تحقیق و تعلیق
- الجامع الکبیر (سنن الترمذی) و معه الکوکب الدری علی جامع الترمذی
- الشمائل المحمدیة للترمذی مع تعلیقات الکاندھلوی
- خصائل نبوی
- ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء للامام الشاه ولی الله الدہلوی
- لمعات التنقیح شرح مشکاۃ المصابیح، للامام المحدث الشیخ عبد الحق الدہلوی
- المواھب اللطیفه فی شرح مسند الامام أبی حنیفه للعلامة محمد عابد السندھی
- علم رجال الحدیث
- السنة مع المستشرقین و المستغربین
- اعلام المحدثین بالھند
- داستان میری

مذکورہ بالا فہرست شیخ تقی الدین ندوی کی ان کی کتب کی ہے جو آپ نے خود تصنیف فرمائیں یا جن کتابوں پر آپ نے تحقیق وتعلیق فرمائی۔ ان کے علاوہ چار کتابیں وہ ہیں جو آپ کی نظر ثانی کے بعد شائع ہوئیں۔ ان کتب کے بعد آپ کے عربی و اردو زبان میں رسائل و مقالات اور خصوصی نمبرز کی بھی ایک طویل فہرست ہے۔ آپ نے عربی زبان میں بارہ، اردو میں نو رسالے اور پینتیس خصوصی نمبرز تحریر فرمائے۔ ان کے علاوہ تقریباً پچاس مقالات اور ہیں جو مختلف رسالوں میں چھپتے رہے ہیں۔ [7]

لمعات التنقیح شرح مشکاۃ المصابیح

شیخ تقی الدین ندوی کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ شائع ہونے والی کتب میں سے ایک شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" بھی ہے۔ لمعات التنقیح پہلی بار تقی الدین ندوی کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ دار النوادر بیروت سے 2014ء میں دس ضخیم جلدوں میں اور دوسری بار دار الکتب العلمیہ بیروت سے 2020ء میں گیارہ جلدوں میں شائع ہوئی۔ شیخ تقی الدین کی تحقیق سے پہلے یہ شرح مختلف مقامات پر مخطوطات کی صورت میں موجود تو تھی لیکن شائع نہیں ہوئی۔ شیخ تقی الدین نے یہ شرح چھ مختلف نسخوں کے سامنے رکھ کر مرتب کی ہے۔ یہ چھ نسخے شیخ تقی الدین ندوی کے مطابق پٹنہ، رام پور، علی گڑھ، دیوبند، ٹونک اور کلکتہ سے حاصل ہوئے۔ [8]

سببِ تحقیق

"لمعات التنقیح" پر تحقیق وتعلیق کرنے والے پہلے شخص شیخ تقی الدین ندوی ہیں جیسا کہ اوپر مذکور ہے۔ تقی الدین ندوی نے اس کتاب کی تحقیق کا بیڑا کیوں اٹھایا؟ اس کا سبب کون سی چیز بنی اور آپ کا اس کتاب کی طرف میلان کیسے پیدا ہوا اس کے بارے میں خود تقی الدین ندوی لکھتے ہیں:

> بہت سے علماء کی خواہش تھی کہ اس کتاب کی تحقیق کر کے اس سے عالم سلام کو مستفید کیا جائے۔ جب میری کتاب "ازالة الخفاء" مکمل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی تحقیق کی رغبت میرے دل میں ڈال دی اور اِس پر میرے والد عزیز الاستاد الدکتور ولی الدین ندوی کا اصرار بھی شاملِ حال تھا تو میں نے اس کام کا آغاز کیا۔ [9]

"لمعات النتقیح" کے سببِ تحقیق میں ایک چیز "مشکوۃ المصابیح" اور "لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" کی اہمیت ومقبولیت بھی تھی۔ ذیل میں "مشکوٰۃ المصابیح" اور "لمعات التنقیح" کی اہمیت وافادیت پر شیخ تقی الدین ندوی کے چند اقوال پیش کیے جاتے ہیں جن سے ان کتب کی اہمیت وافادیت خوب واضح ہو جاتی ہے:

- مشکوٰۃ المصابیح حدیث نبوی کی ایک جامع کتاب ہے یہی وجہ ہے کہ جب سے یہ کتاب لکھی گئی تب سے ہمارے زمانے تک کثیر علماء ومحدثین نے اپنے اجتہاد کے مطابق اس کی شرح، تعلیق اور تخریج پر کام کیا ہے۔
- "لمعات التنقیح" حجم میں اگرچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی "مرقاۃ المفاتیح" سے کم ہے لیکن افادہ اور حسنِ انتخاب میں اس سے کم نہیں۔ بعض اہلِ علم کی رائے ہے کہ "لمعات التنقیح" مشکوٰۃ المصابیح کی ایسی جامع شرح ہے جو صحاح ستہ کی شروح سے مستغنی کر دیتی ہے۔
- "لمعات التنقیح" شیخ محقق کی ایسی نفیس شرح ہے کہ جس میں بعض ایسی تحقیقات، نکات، فرائد (نئی چیزیں) اور فوائد ہیں کہ کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتے۔ اس شرح میں آپ نے الفاظ کی نحوی اور فقہی تحقیق کے ساتھ ساتھ شرحِ حدیث اور دو متعارض احادیث کے درمیان انصاف کے ساتھ تطبیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس معاملہ میں آپ دائرہ اعتدال سے باہر نہیں گئے اور یہ چیز آپ کے فنِ حدیث میں رسوخ کی وضح دلیل ہے۔

"لمعات التنقیح" کے نسخوں کی تفصیلات

شیخ تقی الدین ندوی نے جن نسخوں سے استفادہ کیا ان کا مختصر اًتعارف بھی پیش کیا ہے جس میں ان کے مکتبہ جات، جلدوں اور صفحات کی تعداد، ان کے مشتملات اور ان نسخوں کی کیفیت ذکر کی گئی ہے۔ ان نسخوں کے بارے میں شیخ تقی الدین لکھتے ہیں:

> الشیخ عبد الحق الدہلوی البخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "لمعات التنقیح شرح مشکاۃ المصابیح" کی تحقیق میں ہم نے چھ نسخوں پر اعتماد کیا ہے۔ یہ نسخے ہمیں پٹنہ، رامپور، علی گڑھ، دیوبند، ٹونک اور کلکتہ سے موصول ہوئے ہیں۔ ان چھ میں سے بعض نسخے ایسے کامل تھے کہ ان میں کوئی نقص نہ تھا جبکہ بعض وہ تھے جن میں بعض نقائص تھے یا وہ نامکمل تھے۔[10]

ذیل میں ان نسخوں کا تعارف پیش کیا جاتا ہے:

نسخہ اولیٰ

یہ نسخہ مکتبہ خدا بخش الشرقیہ العامہ، پٹنہ سے موصول ہوا۔ یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس نسخہ کی پہلی جلد 592 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں کتاب کے شروع سے کتاب المناسک تک کا بیان ہے۔ اس کے دونوں اطراف صحیح ہیں۔ دوسری جلد 520 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس جلد میں کتاب البیوع کے شروع سے شرح کے آخر تک مکمل کا بیان ہے۔ جہاں تک اس نسخہ کی کیفیت کا تعلق ہے تو دوسری جلد میں کتاب البیوع کی دو احادیث کی شرح شروع سے مفقود ہے۔ یہ نسخہ مستحکم ومضبوط ہے اس میں خطاء کا وقوع نادر ہے۔ یہ نسخہ فارسی رسم الخط کے ساتھ گیارہویں صدی میں لکھا گیا۔

نسخہ ثانیہ

یہ نسخہ مکتبہ رضا رامپور سے موصول ہوا۔ یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس نسخہ کی پہلی جلد 493 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ

نسخہ (لمعات کے مقدمہ کے الفاظ)"فإن أولى ما يعتني به أرباب الهمم العالية۔۔۔"سے شروع ہو کر کتاب المناسک پر ختم ہوتا ہے۔ دوسری جلد 646 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ جلد (کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال کے الفاظ)"فمن حرمه حمله على الأول، ومن جوَّزه على الثاني، فتدبر۔۔"سے شروع ہو کر شرح کے آخر پر ختم ہو رہی ہے۔

اس نسخہ کے آغاز سے چار احادیث کی شرح مفقود ہے البتہ جن دو صفحات پر ان چار احادیث کی شرح مذکور ہے وہ کتاب کے آخر میں واقع ہیں۔ یہ نسخہ غیر مستحکم اور اس میں اغلاط ہیں۔ یہ نسخہ فارسی رسم الخط میں لکھا گیا ہے لیکن اس میں خوشخطی نہیں ہے۔

نسخہ ثالثہ

یہ نسخہ مکتبہ مولانا آزاد جامعہ اسلامیہ، علی گڑھ سے موصول ہوا۔ یہ نسخہ بھی دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس نسخہ کی پہلی جلد 522 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس جلد کے شروع میں نقص ہے بایں طور کہ نہیں معلوم کہ آغاز کہاں سے ہو رہا ہے۔ البتہ اس کا اختتام کتاب الحج (مکمل) پر ہو رہا ہے۔ دوسری جلد کے صفحات کی تعداد 513 ہے اور اس کے دونوں اطراف میں نقص ہے۔ یہ نسخہ غیر مستحکم ہے، اس میں بہت سی غلطیاں ہیں البتہ یہ نسخہ عمدہ خط کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

نسخہ رابعہ

یہ نسخہ مکتبۃ الجمعیہ الآسیویہ، کولکتہ سے موصول ہوا۔ یہ نسخہ بھی دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس نسخہ کی پہلی جلد 476 صفحات پر مشتمل ہے۔ ظاہراً اس جلد کے دونوں اطراف صحیح ہیں البتہ کتاب الحج کے اختتام سے قبل کچھ صفحات میں نقص ہے۔ یہ جلد کتاب المناسک پر ختم ہو رہی ہے۔ دوسری جلد 607 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ جلد کتاب البیوع سے شروع ہو کر کتاب کے آخر پر مکمل ہو رہی ہے۔ یہ نسخہ انتہائی مستحکم، عمدہ اور واضح رسم الخط میں لکھا گیا ہے۔

نسخہ خامسہ

یہ نسخہ مکتبہ دار العلوم دیوبند سہارنپور سے موصول ہوا۔ یہ صرف ایک جلد پر مشتمل ہے۔ اس کے صفحات کی تعداد 851 ہے۔ اس کے دونوں اطراف کامل ہیں۔ یہ نسخہ مستحکم ہے اور عمدہ رسم الخط کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

نسخہ سادسہ

یہ نسخہ مکتبہ معہد البحوث العربیہ والفارسیہ، ٹونک سے موصول ہوا۔ یہ نسخہ بھی دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی پہلی جلد 731 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے دونوں اطراف کامل ہیں۔ یہ جلد کتاب کے آغاز سے شروع ہو کر کتاب الحج پر ختم ہو رہی ہے۔ دوسری جلد 429 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ جلد کتاب البیوع سے شروع ہو کر کتاب کے آخر پر ختم ہو رہی ہے۔ یہ نسخہ بھی عمدہ اور واضح رسم الخط کے ساتھ لکھا گیا ہے لیکن صد افسوس! کتاب البیوع سے کتاب اللباس تک صرف سو صفحات ہی دستیاب ہوئے، باقی صاحب مکتبہ کے عدم تعاون کے نظر ہو گئے۔[11]

مذکورہ بالا چھ نسخوں میں سے اکثر نسخے ایسے تھے کہ جن میں یا تو بہت زیادہ غلطیاں تھیں یا پھر ان کے کچھ حصے مفقود تھے۔ ان نسخوں میں سے نسخہ رابعہ (مکتبہ الجمعیہ الآسیویہ، کولکتہ) شیخ تقی الدین کا پسندیدہ نسخہ تھا۔ اگرچہ اس میں بھی کچھ خطائیں تھیں لیکن باقی نسخوں کی نسبت یہ نسخہ کافی بہتر تھا۔ شیخ تقی الدین کی خواہش تھی کہ اس نسخہ کو اصل بنایا جائے لیکن اس میں بھی غلطیوں کے وقوع کی وجہ سے شیخ نے کسی بھی نسخہ کو اصل نہیں بنایا۔ لمعات التنقیح کا موجودہ نسخہ (جو کہ شیخ تقی الدین ندوی کی تحقیق کے بعد

شائع ہوا) ان چھ کے چھ نسخوں سے ماخوذ ہے جب آپ کسی نسخہ میں کوئی چیز اضافی دیکھتے ہیں یا کوئی چیز باقی نسخوں میں ہو لیکن کسی ایک نسخہ میں نہ ہو تو اس کی طرف اشارہ فرمادیتے۔

رموز

شیخ تقی الدین ندوی نے تحقیق کے دوران جہاں کہیں کسی نسخہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہاں اختصار کے پیش نظر "لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح" کے مذکوہ بالا نسخوں کے لیے کچھ رموز استعمال کیے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

- (ب) مکتبہ خدا بخش الشرقیہ العامۃ، پٹنہ کے نسخہ کے لیے
- (ر) مکتبہ رضا، رامپور کے نسخہ کے لیے
- (ع) مکتبہ مولانا آزاد جامعہ اسلامیہ، علی گڑھ کے نسخہ کے لیے
- (ک) مکتبۃ الجمعیہ الا آسیویہ، کو لکتہ کے نسخہ کے لیے
- (د) مکتبہ دار العلوم دیوبند، سہارنپور کے نسخہ کے لیے
- (ت) مکتبہ معھد البحوث العربیہ والفارسیہ، ٹونک کے نسخہ کے لیے

تقی الدین ندوی کی لمعات التنقیح پر کی جانے والی علمی مساعی

اس کتاب کی تحقیق و تعلیق میں شیخ تقی الدین ندوی نے کیا خدمات انجام دی ہیں ان کی تفصیل آپ نے خود لمعات التنقیح کے مقدمہ میں درج ذیل نکات کی صورت میں بیان کی ہے:

1. ہم نے اس کتاب کی تحقیق کے لیے محدث احمد علی سہارنپوری کے نسخہ 'مشکوٰۃ المصابیح کو اصل بنایا ہے پھر اس نسخہ کا مشکوٰۃ المصابیح کے دیگر نسخوں کے ساتھ موازنہ کر کے ان میں پایا جانے والا اختلاف واضح کر دیا ہے۔
2. میں نے حتی الامکان کتاب کی تصحیح کر دی ہے جہاں کہیں میں نے اس میں تحریف و تغیر پایا اس سے بھی آگاہ کر دیا ہے۔
3. میں نے اس کتاب کی شروع سے آخر تک کی شرح کو نقل کر دیا ہے اور مقدمہ میں ذکر کردہ مخطوطات کے مابین موازنہ کے بعد (جسے میں نے درست سمجھا) ترجیح دے دی ہے۔ پس اس میں جو درست عمل ہوا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو خطاء ہوئی وہ شیطان کی طرف سے۔ اللہ تعالیٰ ہماری مغفرت فرمائے۔
4. اس کتاب کے بہت سے مقامات پر میں نے تعلیق دی ہے جس کے ذریعے اس کتاب کے مقاصد مکمل ہوں گے اور اس کے فرائد (نئی چیزوں) اور فوائد میں اضافہ ہو گا۔
5. اس کتاب میں ہم نے مشکوٰۃ المصابیح اور دیگر کتابوں کی شروح سے استفادہ کیا ہے۔ ان میں سے خاص طور پر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی "مرقاۃ المفاتیح" اور مولانا زکریا کاندھلوی کا حاشیہ قابل ذکر ہیں۔ ان میں جو نئی چیزیں تھیں ہم نے تقریر کے ذریعے ان کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔
6. جب کبھی کسی کلمہ میں تردد ہوا تو ہم نے اُن مصادر کی طرف رجوع کیا ہے جو شارح (شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ) نے ذکر کیے ہیں اور ان کی صحت کی تائید بھی کر دی ہے۔
7. شیخ محدث نے اس شرح میں جو رموز استعمال کیے ہیں مقدمۃ الکتاب میں ہم نے ان کا ذکر کر دیا ہے اور صرف ان کے ذکر پر ہی اکتفاء کیا ہے۔

8. کتبِ ستہ اور ان کے علاوہ کتب سے احادیث کی مختصر اًتخریج کر دی ہے۔

9. میں نے اس کتاب کی عام فہرست تیار کر دی ہے۔[12]

مذکورہ بالا نکات سے تقی الدین ندوی کی تحقیق و تعلیق کا منہج واسلوب اگرچہ کافی حد تک واضح ہو جاتا ہے لیکن اس کی مزید تفصیل کے لیے ذیل میں چند ایک امثلہ پیش کی جائیں گی جن سے شیخ تقی الدین کی خدماتِ تحقیق و تعلیق کے مذکورہ بالا نکات اور اس کے علاوہ اس شرح میں جو آپ کا عمومی منہج رہا ہے اس کی بھی خوب وضاحت ہو گی۔

رموز کا استعمال

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ بعض اوقات نسخوں کا فرق واضح کرنے کے لیے شیخ رموز کا استعمال بھی فرماتے ہیں تاکہ راقم اور قاری دونوں کے لیے سہولت رہے۔ذیل میں اس منہج کے چند ایک نمونے بطور مثال پیش کیے جاتے ہیں:

لمعات التنقیح، جلد سوم، کتاب الصلوٰۃ، باب التشهد، رقم الحدیث:912 کی شرح میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ:"وقوله: (إشارته) أي: أصبعه التي يرفعها ويشير بها" کے بارے میں شیخ تقی الدین لکھتے ہیں:

وقوله: "إشارته... يشير بها" لم تثبت هذه العبارة إلا في (ع) فقط.[13]

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کا قول: وقوله: "إشارته... يشير بها" یہ عبارت صرف (ع) نسخہ میں موجود ہے۔

یہاں (ع) سے مراد مکتبہ مولانا آزاد جامعہ اسلامیہ، علی گڑھ کا نسخہ ہے۔اس نسخہ کی طرف اشارہ کے لیے آپ نے (ع) کی رمز استعمال کی ہے۔ (ع)، علی گڑھ کی نسبت سے استعمال کیا گیا ہے۔اسی طرح جلد ہفتم،کتاب الاطعمة،باب الاشربة، رقم الحدیث:4263 کی شرح میں شیخ محقق کے قول:"وضعف الأعصاب "کے بارے میں شیخ تقی الدین لکھتے ہیں:

وقوله: "وضعف الأعصاب" زادت هذه العبارة في نسخة: (ب) فقط.[14]

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کا قول:"وضعف الأعصاب" کا یہ اضافہ صرف (ب) نسخہ میں ہے۔

یہاں (ب) کے ساتھ آپ نے مکتبہ خدا بخش الشرقیہ العامۃ، پٹنہ کے نسخہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔اس میں (ب) کا استعمال پٹنہ کی نسبت سے ہے چونکہ یہ کتاب عربی میں ہے اور عربی میں "پ" کے متبادل "ب" استعمال ہوتا ہے اس لیے آپ نے اس کے لیے رمز (ب) کا استعمال کیا ہے۔

کتاب کی تصحیح

"لمعات التنقيح" کے نسخوں میں جہاں کہیں آپ نے تحریف و تغیر محسوس کیا اس کی بھی اصلاح کر دی ہے اور اس عمل میں بعض مقامات پر آپ نے بغیر کسی مصدر کا سہارا لیے اپنے اجتہاد سے کام لیا ہے۔"لمعات التنقيح" میں اس کے نظائر بھی متعدد مقامات پر ملتے ہیں۔مثال کے طور پر جلد سوم،کتاب الصلوٰۃ،باب الصلاۃ علی النبی ﷺ وفضلها، رقم الحدیث 919 کی شرح میں شیخ محقق کے نسخوں میں بیان کردہ الفاظ:"قد علمنا" کے بارے میں شیخ لکھتے ہیں:

كذا في النسخ المخطوطة، وهو خطأ، والصواب: "عملنا"[15]

"علمنا" جیسا کہ مخطوطات میں لکھا گیا ہے لیکن یہ درست نہیں ہے، یہاں لفظ "عملنا" ہے۔

مصادر کی تصحیح

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ سے اگر کہیں حدیث کی شرح یا تخریج میں کوئی لغزش محسوس ہو تو شیخ تقی الدین اس کو بھی واضح

کرتے ہیں، مثال کے طور پر جلد سوم، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلاۃ علی النبیﷺ و فضلھا، رقم الحدیث:926 کے بارے میں شیخ محقق نے لکھا کہ یہ حدیث امام نسائی نے روایت کی ہے۔ اس تخریج پر نقد کرتے ہوئے شیخ تقی الدین لکھتے ہیں:

هذا وهم، لم أجده عنده في "سننه" الصغرى والكبرى ولا في "عمل اليوم والليلة"، بل أخرجه أبو داود (٢٠٤٢)، وأحمد (٢/ ٣٦٧)۔[16]

یہ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کو وہم ہوا ہے مجھے یہ حدیث امام نسائی کی سنن الصغری، سنن الکبری اور عمل الیوم و اللیلۃ میں نہیں ملی، البتہ امام ابو داؤد[17] اور امام احمد بن حنبل[18] نے اس روایت کو ذکر کیا ہے۔

راقم الحروف نے امام نسائی کی کتب میں اس حدیث کی تلاش کی حتی الامکان کوشش کی ہے لیکن کوشش بسیار کے باوجود یہ حدیث امام نسائی کے ہاں نہیں مل سکی۔ اس میں شیخ محقق کو مغالطہ لگا ہے۔ شیخ تقی الدین نے شاید اختصاراً اس حدیث کی تخریج میں کتبِ تسعہ میں سے سنن ابی داؤد اور مسندامام احمد کے حوالہ پر ہی اکتفاء کیا ہے لیکن یہ حدیث المعجم الاوسط[19] اور شعب الایمان[20] میں بھی موجود ہے۔ اسی طرح کتاب الطب و الرقی، رقم الحدیث:4525 کی شرح میں ایک حدیث "إِذَا حُمَّ أَحَدُكُمْ فَلْيُرِشَّ عَلَيْهِ الْمَاءَ الْبَارِدَ ثَلَاثَ لَيَالٍ مِنَ السَّحَرِ" کی تخریج کے سلسلے میں شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث مسند امام احمد میں ہے۔ شیخ تقی الدین اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

لم أجده في "مسند أحمد" وأخرجه الحاكم في "المستدرك" (٤/ ٤٤٧)[21]

یہ حدیث "مسند احمد" میں نہیں ملی البتہ حاکم نے اسے "المستدرک" میں روایت کیا ہے۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ حدیث میں "فَلْيُرِشَّ" کا لفظ ہے جبکہ "المستدرک" میں مذکور روایت میں اس کی جگہ "فَلْيَشِنِ" کا لفظ ہے۔[22] البتہ حاکم کے علاوہ اس حدیث کو امام نسائی نے "السنن الکبریٰ" میں بھی روایت کیا ہے۔[23]

راوی کا تعین

بعض مقامات پر شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ سے راوی کے نام کے بیان میں خطاء ہوئی ہے شیخ تقی الدین اس کی بھی تصحیح فرماتے ہیں، جیساکہ جلد دوم، کتاب الطہارۃ، باب آداب الخلاء، رقم الحدیث:364 کی شرح میں شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

وقد ورد فيما أخرجه الحاكم من حديث ابن عمر بلفظ: (بال قائمًا لوجع كان بمأبضه)

اس سلسلہ میں وہ حدیث وارد ہے جسے حاکم نے (المستدرک میں) حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے: "بال قائمًا لوجع كان بمأبضه"

یہاں شیخ کو راوی کے نام میں مغالطہ لگا ہے۔ یہ حدیث انہی الفاظ کے ساتھ حاکم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں بلکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ چنانچہ شیخ تقی الدین اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

"المستدرك" للحاكم[24] ، ولكن رواه عن أبي هريرة.[25]

یہ حدیث المستدرک للحاکم میں ہے لیکن حاکم نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

یہ حدیث حاکم کے علاوہ امام بیہقی نے "السنن الکبریٰ" میں بھی روایت کی ہے وہاں بھی اس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں[26] نا کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ۔ اسی طرح جلد چہارم، کتاب الجنائز، باب المشی بالجنازۃو الصلاۃعلیھا، رقم الحدیث:1668 کی شرح میں ایک حدیث لاتے ہوئے شیخ اس کے راوی کا نام عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان

کرتے ہیں۔ جبکہ یہ حدیث حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں بلکہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جیسا کہ شیخ تقی الدین ندوی اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

هي الرواية الآتية، برقم(١٦٦٩) ولكنها عن ابن مسعود وما وقع في الشرح: عن ابن عمر لعله سبق قلم.[27]

اگلی حدیث (رقم الحدیث: 1669) ہے جو کہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جو شرح میں "عن ابن عمر" لکھا ہے وہ شاید سبقتِ قلم کی وجہ سے لکھا گیا ہے۔

فقہی اختلاف کی تفصیل

لمعات التنقیح میں شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ احادیثِ مشکوٰۃ سے مستنبط ہونے والے فقہی احکام اور ان میں پائے جانے والے ائمہ کرام کے اختلاف پر ایسی مباحث پیش کی ہیں کہ اس کا حق ادا کر دیا لیکن پھر بھی اگر کسی مسئلہ میں شیخِ محقق رحمۃ اللہ علیہ فقہی اختلاف ذکر نہ کر سکے وہاں شیخ تقی الدین نے اختلافِ ائمہ ذکر کر دیا ہے۔ مثال کے طور پر جلد چہارم، کتاب الجنائز، باب ما يقال عند من حضره الموت، رقم الحدیث: 1616 کی شرح میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہونے والے تلقین کے حکم میں لفظ "لقنوا" پر لغوی بحث تو کی ہے لیکن فقہی حکم اور اس میں ائمہ کرام کا اختلاف ذکر نہیں کیا۔ اس حکم اور اختلاف کی تفصیل شیخ تقی الدین نے ذکر کی ہے، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

وجوبًا عند جماعة منهم بعض الحنفية، ونقل بعض المالكية الاتفاق عليه، والأكثر على أنه ندب. كذا في "التقرير"۔[28]

(تلقین) ایک جماعت کے نزدیک واجب ہے جن میں بعض حنفیہ شامل ہیں اور بعض مالکیہ نے بھی اسی مذہب پر اتفاق نقل کیا ہے جبکہ اکثر فقہاء کے نزدیک تلقین مندوب ومستحب ہے، جیسا کہ "تقریر" میں ہے۔

اسی طرح اگر کہیں ائمہ کرام کے اختلاف نقل کرنے میں شیخِ محقق رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی لغزش ہوئی تو شیخ تقی الدین اس کی وضاحت بھی کرتے ہیں، مثلاً جلد دوم، کتاب الطہارۃ، باب مايوجب الوضوء، رقم الحدیث: 333 کی شرح میں شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ بہنے والے خون کے ناقضِ وضوء ہونے میں ائمہ اربعہ کا اختلاف یوں بیان کرتے ہیں کہ ہر بہنے والے خون سے وضو کے لازم ہونے کا حکم احناف کے ساتھ خاص ہے جبکہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک وضو اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو سبیلین (اگلی اور پچھلی شرمگاہ) سے نکلے وہ چیز معمولی ہو یا غیر معمولی اور امام احمد کے نزدیک بول وبراز اگر غیر سبیلین سے نکلے تب بھی ناقضِ وضوء ہے۔ شیخ تقی الدین اس پر حاشیہ میں لکھتے ہیں:

ذهب إلى إيجابه الحنفية وأحمد بن حنبل، وذهب الشافعي ومالك إلى أنه غير ناقض.[29]

احناف اور امام احمد بن حنبل (بہنے والے خون سے) وضو کے وجوب کے قائل ہیں جبکہ امام شافعی اور امام مالک اس کے غیر ناقض ہونے کے قائل ہیں۔[30]

مذکورہ بالا اختلاف میں شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ تقی الدین ندوی کے ذکر کردہ اختلافِ ائمہ اربعہ میں صرف امام احمد بن حنبل کے موقف میں اختلاف ہے۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل کا موقف ہے کہ دمِ سائل ناقضِ وضو نہیں جبکہ شیخ تقی الدین نے لکھا ہے امام احمد بن حنبل کے نزدیک دمِ سائل بھی ناقضِ وضو ہے۔ اس مسئلہ میں امام احمد بن حنبل کا موقف درج ذیل اقتباسات سے مزید واضح ہو گا:

ابو القاسم خرقی حنبلی نے اپنی کتاب "مختصر الخرقی" میں جو چیزیں نواقضِ وضو میں ذکر کی ہیں ان میں خون کو بھی ذکر کیا ہے۔[31] اسی طرح شمس الدین زرکشی نے بھی فقہ حنبلی میں خون کو نواقضِ وضو میں شمار کیا ہے، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

القيء والدم والدود من نواقض الوضوء۔[32]

قے، خون اور (سبیلین سے نکلنے والا) کیڑا بھی نواقض وضو میں سے ہے۔

دراصل اس مسئلہ میں امام احمد بن حنبل کے مؤقف میں تھوڑی سی تفصیل ہے وہ یہ کہ اگر خون کثیر ہو تو ناقضِ وضو ہو گا ورنہ نہیں۔ ڈاکٹر وھبہ زحیلی اس مسئلہ میں امام احمد کا مؤقف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وبشرط كونه كثيراً عند الحنابلة، والكثير: ما كان فاحشاً بحسب كل إنسان، أي أنه يراعى حالة الجسم نحافة وضخامة، فلو خرج دم من نحيف مثلاً وكان كثيراً بالنسبة إلى جسده، نقض، وإلا فلا، لقول ابن عباس: "الفاحش: ما فحش في قلبك"۔۔۔ ودليل الحنابلة حديث فاطمة بنت أبي حبيش السابق عند الترمذي: "أنه دم عرق، فتوضئي لكل صلاة" ولأن الدم ونحوه نجاسة خارجة من البدن، فأشبه الخارج من السبيل. وأما كون القليل من ذلك لا ينقض۔[33]

حنابلہ کے نزدیک خون کا کثیر ہونا شرط، اور کثیر ہر انسان کے حساب سے جو فاحش ہے (وہ کثیر ہے)، اس میں انسانی جسم کے ضعیف یا ضخیم ہونے کا اعتبار کیا جائے گا۔ پس اگر ضعیف شخص کے جسم سے خون نکلے اور اس کے جسم کی نسبت کثیر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول "کثیر وہ ہے جسے تیرا دل کثیر سمجھے" کی وجہ سے۔۔۔ حنابلہ کی دلیل فاطمہ بنت ابی حبیش کی حدیث ہے (جس میں فرمایا گیا ہے) "یہ رگ کا خون ہے پس تم ہر نماز کے لیے وضوء کرو۔" اور اس لیے بھی کہ خون اور اس جیسی دوسری چیزیں جو جسم سے نکلیں وہ سبیلین سے نکلنے کے مشابہ ہیں۔ لہذا خون اگر قلیل ہو تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جس طرح احناف کے نزدیک خون ناقضِ وضو ہے اسی طرح حنابلہ کے نزدیک بھی ناقضِ وضو ہے۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے جو یہ فرمایا ہے کہ "خون سے وضو کے وجوب کا حکم احناف کے ساتھ خاص ہے" محل نظر ہے جبکہ شیخ تقی الدین ندوی کا حاشیہ درست ہے جس میں امام احمد بن حنبل کا صحیح مؤقف بیان کیا گیا ہے۔

نتیجہ بحث

شیخ تقی الدین ندوی اعظم گڑھ میں پیدا ہونے والے ایک عظیم مذہبی دانشور ہیں۔ آپ "مدرسۃ الاصلاح" اور "ندوۃ العلماء" کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔ آپ نے بہت سے شیوخ سے تعلیم و تربیت پائی لیکن ان سب شیوخ میں سے آپ کو سب سے زیادہ عقیدت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا الکاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ آپ نے قاہرہ سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کی تصنیفات و تالیفات کی ایک طویل فہرست ملتی ہے جس میں آپ کی ذاتی لکھی ہوئی کتب و رسائل کے ساتھ ساتھ وہ کتابیں بھی ہیں جن پر آپ نے تحقیق و تعلیق فرمائی۔ آپ کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ شائع ہونے والی کتب میں سے ایک کتاب "لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" از شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ بھی ہے۔ شیخ تقی الدین ندوی کی تحقیق سے پہلے "لمعات التنقیح" قلمی نسخوں کی صورت میں تو موجود تھی لیکن کسی کی تحقیق کے ساتھ شائع نہیں ہوئی تھی۔ اس کی تحقیق کے لیے آپ نے ہندوستان کے مختلف مکتبہ جات میں موجود "لمعات التنقیح" کے چھ نسخوں اور مشکوٰۃ المصابیح کے نسخۂ محدث احمد علی سہارنپوری کو اصل بنایا۔ آپ نے اس کی تحقیق کے اہم نکات کو لمعات التنقیح کے مقدمہ میں ذکر کیا ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے جہاں کہیں

کوئی چیز رہ گئی یا اس میں کہیں کوئی خطاء نظر آئی تو شیخ تقی الدین ندوی نے اس کی تصحیح کر دی ہے۔"لمعات التنقیح" کی تحقیق وتعلیق شیخ تقی الدین کی ایک انتہائی عمدہ کاوش ہے جس سے اس کتاب کے فرائد وفوائد میں مزید اضافہ ہوا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 فرید الدین الندوی، الدکتور، **المحدث الاستاذ الدکتور تقی الدین الندوی**،(اردن: دار الفتح للدراسات والنشر، 2018ء)، ص59۔

2 شیخ تقی الدین ندوی کا تعارف آپ کی خود نوشت "**داستان میری**" سے لیا گیا ہے۔

3 فرید الدین الندوی، **المحدث الاستاذ الدکتور تقی الدین الندوی**، ص95۔

4 تقی الدین الندوی، الدکتور، **اعلام المحدثین ومآثرهم العلمیة**،(اعظم گڑھ: مرکز الشیخ ابی الحسن الندوی، 2007ء)، ص16۔

5 الدہلوی، شیخ عبد الحق، **لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح**،(دمشق: دالنوادر، 2014ء)، 1/11۔

6 فرید الدین الندوی، **المحدث الاستاذ الدکتور تقی الدین الندوی**، ص142۔

7 تقی الدین الندوی، الدکتور، **داستان میری**،(اعظم گڑھ: مرکز الشیخ ابی الحسن الندوی، 2020ء)، 1/473۔

8 ایضاً، 1/62۔

9 ایضاً، 1/24۔

10 ایضاً، 1/62۔

11 ایضاً۔

12 ایضاً، 1/26۔

13 ایضاً، 3/50۔

14 ایضاً، 7/300۔

15 ایضاً، 3/58۔

16 ایضاً، 3/65۔

17 ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، **السنن**،(ریاض: دار السلام، 2015ء)، کتاب المناسک، باب زیارة القبور، رقم الحدیث: 2042۔

18 احمد بن حنبل، الامام، **المسند**،(بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2001ء)، رقم الحدیث: 8804۔

19 الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، **المعجم الاوسط**،(قاہرۃ: دار الحرمین، سن ندارد)، رقم الحدیث: 8030۔

20 البیہقی، احمد بن الحسین، **شعب الایمان**،(ریاض: مکتبۃ الرشد، 2003ء)، کتاب المناسک، باب فضل الحج والعمرة، رقم الحدیث: 3865۔

21 الدہلوی، **لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح**، 7/483۔

22 الحاکم، محمد بن عبد اللہ، **المستدرک علی الصحیحین**،(بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1990ء)، کتاب الطب، رقم الحدیث: 7438۔

23 النسائی، ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب، **السنن الکبریٰ**،(بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2001ء)، کتاب الطب، باب ذکر وقت تبرید الحمیٰ بالماء، رقم الحدیث: 7566۔

24 الحاکم، **المستدرک علی الصحیحین**، کتاب الطہارۃ، رقم الحدیث: 645۔

25 الدہلوی، **لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح**، 2/91۔

26 البیہقی، احمد بن الحسین، **السنن الکبریٰ**،(بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2003ء)، کتاب الطہارۃ، باب البول قائماً، رقم الحدیث: 489۔

27 الدہلوی، **لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح**، 4/146۔

28 ایضاً، 4/82۔

29 ایضاً، 2/56۔

30 سہارنپوری، خلیل احمد، **بذل المجہود فی حل سنن ابی داؤد**، (اعظم گڑھ: مرکز الشیخ ابی الحسن الندوی، 2006ء)، 2/122۔

31 الخرقی، ابو القاسم عمر بن الحسین بن عبد اللہ، **مختصر الخرقی**، (مصر: دار الصحابۃ للتراث، 1993ء)، 1/14۔

32 الزرکشی، شمس الدین محمد بن عبد اللہ، **شرح الزرکشی علی مختصر الخرقی**، (السعودیہ: دار العبیکان، 1993ء)، 1/252۔

33 وھبۃ الزحیلی، الدکتور، **الفقہ الاسلامی و ادلتہ**، (دمشق: دار الفکر، 1985ء)، 1/369۔